



سوال

(08) کیا درخت میں اللہ تعالیٰ نے حلول فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو یہ آواز دی؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن کریم میں موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں یہ ارشاد ہے :-

فَلَمَّا أَنبَأَ نُودِيٍّ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَأْمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ۳۰ القصص

اس آیت کریمہ میں حل طلب یہ مسئلہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو وادی یمن کے داہنی طرف سے درخت میں سے یہ آواز آئی۔

يَأْمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ۳۰ القصص

اے موسیٰ! میں رب العالمین ہوں۔

کیا درخت میں ذات باری تعالیٰ نے حلول فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو یہ آواز دی۔ اگر یہ معنی ہے تو ذات باری تعالیٰ کا ایک ادنیٰ اور حد و چیز میں حلول کرنا اس کی شان کبریائی کے خلاف ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ذات باری تعالیٰ نے درخت میں حلول نہیں فرمایا بلکہ درخت کو حکم فرمایا اور اس وجہ سے درخت میں قوت گویانی پیدا ہوئی اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان علی کل شئی قدیر۔ کے عین مطابق ہے لیکن اس میں درخت کا یہ کہنا (انا اللہ رب العالمین) صحیح نہیں ہوگا علاوہ ازیں ظاہری اور حقیقی معنی کو چھوڑنا اور تاویل کرنا بھی کچھ مناسب نہیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

قرآن مجید کے تمام مقامات کی آیتیں اس قصہ میں یوں شہادت دیتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی غربی جانب مقدس وادی کے بابرکت کنارہ میں یوں آواز آئی **إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ۳۰** آواز حسینہ والا مناجات کے لئے قریب کرنے والا رب العالمین تھا۔ لاغیر، پس اس مقام پر نہ حلول کا کچھ ذکر ہے اور نہ درخت کے ندا کرنے کا اور نہ اس میں آواز پیدا کرنے کا کچھ تذکرہ ہے پس تردد کس بات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ و تقدس بعض بندوں کی طرف قرب فرماتا ہے بعض ازمینہ میں ان کو اپنے دلو سے سرفرازی بخشتا ہے۔

کہ نوعیہ عرفۃ الی اہل عرفات قربہ الی الساجدین والی الداعین وکقربہ الی موسیٰ اذقربہ نجیاً ولا یستلزم من ذلک ان تتلذذتہ من فوق العرش بل یكون فوق العرش بذاتہ ویقرب من خلقہ کیف یشاء ویكون قربہ عزوجل ایضاً ذاتیاً ویس ذلک من الممتعات



مثلاً یوم عرفہ کی شام کو اہل عرفات سے قرب الہی سجدہ اور دعا کے اوقات میں ساجد اور داعی سے قرب الہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی کے وقت قرب تاہم یہ قرب عرش سے اس کی ذات مقدس سے خالی ہونے کو مستلزم نہیں کیونکہ اس کا عرش کے اوپر مستوی ہونا اور اپنی مخلوق کے قریب ہونا دونوں بلا کیف ہیں بنا بریں یہ قرب ذاتی ہے کیوں کہ اس کے انتفاع پر کوئی دلیل نہیں۔ ہم رب العزت کی ادنیٰ ادنیٰ مخلوق کو مثلاً روح کو دیکھتے ہیں کہ چند منٹ میں بلا وبعیدہ بلکہ آسمانوں کا سیر کر آتی ہے۔ (مع انھما تنحون فی الابدان) (باوجودیکہ روح ہمارے جسم میں ہوتی) ہمارے ابدان کے واسطے یہ سیر سربح اتنی اندک مدت میں تمتعات و قطعی محالات سے ہے۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ ہر ایک کے واسطے جداگانہ صفات ہوتی ہیں۔ اور بعض مخلوقات میں ایسے صفات بھی ہیں جو وہ دوسروں کی نسبت تمتعات میں سے ہیں۔

(والرب عزوجل فوق ہذا کمہ واجل من ہذا کمہ لہ صفات فوق الصفات کما ان لہ ذات فوق الذوات لان الصفات تابعہ للذات ولا لئلا لعل الاعلیٰ فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا تو معاملہ ارفع اور اعلیٰ ہے جیسے اس کی ذات سب مخلوقات کی ذوات سے اعلیٰ و اجل ہے۔ یہی حال اس کی صفات مقدسہ کا ہے۔ ان کو مخلوقات کی صفات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صفات تو ذات ہی کے تابع ہوتی ہیں۔

وَلَا تَلْجَأُ الْآعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۲۷ الروم

چراغ کی روشنی سے تمام؟؟؟ جانا ہے۔ اور آفتاب ماہتاب کے نور سے تمام زمین باوجود اس کے نہ چراغ کی روشنی اپنی جگہ سے منتقل ہوئی اور نہ قمرین کا نور۔ پس اگر ہم رب العالمین کے بارہ میں صدر اول صحابہ کرام بتا لیں، تبع تابعین عظام برگزیدہ لوگوں کی طرح یوں اعتقاد رکھ لیں کہ علو حق تعالیٰ کے لئے ایک ایسی لازمی صفت ہے کہ وہ قرب و لو کے وقت بھی اعلیٰ و برتر ہوتا ہے، نہ اسفل، تو اس میں کیا تردد ہے اور کیا نقص لازم آئے گا چنانچہ، طور کی جانب مغربی مقدس وادی کے کنارہ میں حق تعالیٰ نے تجلی فرمائی اور وہ بذات باریکات خود عرش معلیٰ پر تمام مخلوق سے اعلیٰ و برتر تھا۔ باوجود نزول اس کے آسمان دینا پر اور اس کا ذاتی قرب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یقینہ مبارکہ میں اور اس کا ذاتی دلوداعین و ذاکرین سے عرش معلیٰ پر بھی ہے۔ اور باوجود اس کے عرش معلیٰ پر ہونے کے مکان خاص میں موسیٰ علیہ السلام سے قریب ہوا۔ اور ذاکرین داعین سے قریب ہوتا ہے اور آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ و ہوالعلیٰ الاعلیٰ استوی، اور علو کی صفت اس کی ذات کو لازم ہے۔ کسی وقت میں اس سے زائل نہیں ہوتی اور اسفل سے متصف نہیں ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت میں عرش پر بھی ہے اور آسمان دنیا پر بھی ہے اور ایک ہی وقت پر عرش پر بھی ہے اور بقیعہ مبارکہ میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی ہے اور ایک ہی وقت میں عرش پر بھی ہے اور دعائے مانگنے والوں اور ذکر کرنے والوں کے ساتھ بھی ہے۔ (حضرت الامام) عبد الجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ: الاعتصام جلد نمبر ۹ شماره نمبر ۲۳۰

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 09 ص 50-52

محدث فتویٰ